## سوال

(141) تعزیت کے لیے کتنے دن تک بیٹھنا چاہیے

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حشمت علی تحصیل جہانیاں سے سوال کرتے ہیں کہ اہل حدیث حضرات تعزیت کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا کیوں نہیں کرتے جبکہ مسلم شریف میں تعزیت کی دعا مروی ہے جو اللھم اغفرلابی سلمۃ سے شروع ہوتی ہے، نیز بتائیں کہ تعزیت کے لیے کتنے دنوں تک بیٹھا جاسکتا ہے؟ تیسرے دن رشتہ دار اکٹھے ہوتے ہیں، اب اہل حدیث علماء بھی لواحقین کے بلانے پر تیسرے دن تقریر کردیتے ہیں، کتاب وسنت کی روشنی میں شرعی حیثیت واضح کریں۔

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

تعزیت میں دوچیزیں ہوتی ہیں، ایک میت کے لیے اخروی کامیابی کی دعا کرنا اور اہل میت کو تسلی دینا اور صبر وتحمل کی تلقین کرنا۔ الحمد اللہ اہل حدیث ان دونوں چیزوں کی پابندی کرتے ہیں لیکن اہل میت کے گھر جاکر مخصوص انداز اختیار کرکے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا ثبوت کتاب وسنت سے نہیں ملتا، اس لیے اہل حدیث اس رسم پر عمل نہیں کرتے۔ سوال میں جس دعا کا حوالہ دیا گیا ہے اس پر علامہ نووی رحمة اللہ علیہ نے بایں الفاظ باب قائم کیا ہے: جب موت واقع ہوجائے تو میت کی آنکھیں بند کرنا اور اس کے لیے دعا کرنا۔

دراصل جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ان کی آنکھیں کھلی تھیں آپ نے انہیں بند فرمایا اور ان کے لیے دعا مغفرت کی۔ یہ کفن دفن سے پہلے کا معاملہ ہے، نیز اس میں ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں ہے، میت پر تین دن کے لیے سوگ کرسکتے ہیں، صرف بیوی کو اپنے خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرنے کی اجازت ہے لیکن سوگ کے ایام میں دریاں بچھا کر بیٹھ رہنا اور آنے والوں کا مخصوص انداز سے تعزیت کے لیے فاتحہ خوانی کرنا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے، تعزیت کے لیے تین دن کی تحدید بھی بدعت ہے جبکہ انسان کو جب بھی موقع ملے اہل بیت سے تعزیت کی جاسکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ سے تین دن کے بعد تعزیت فرمائی تھی۔ (مسند امام احمد: حدیث نمبر 1755)

حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میت کے دفن کرنے کے بعد اہل میت کے ہاں اجتماع اور ان کے گھر کھانا پکانے کو نوحہ کی ایک قسم شمار کرتے تھے۔ (مسند امام احمد: ج2ص 204)

اہل میت کے لیے کھانے کا اہتمام دیگر رشتہ داروں یا پڑوسیوں کو کرنا چاہیے۔

بہرحال اہل میت کے ہاں اجتماع کتاب وسنت سے متصادم ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے (المجموع: ج5ص 306، زادالمعاد ج1ص 304)

دین اسلام چونکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں ترمیم واضافہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اس لیے میت کے مرنے کے تین چار دن بعد مسجد یا گھر میں اکٹھے ہونا، تقریر کرنا، پھر میت کے لیے اجتماعی دعا کرنا سب رواجی چیزیں ہیں جس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں اور نہ قرون اولیٰ میں اس کا ثبوت ملتا ہے، اس لیے بریلوی حضرات کا فوتگی کے تیسرے دن قل خوانی کا اہتمام اور اہل حدیث حضرات کا مسجد یا گھر میں تقریر اور اس کے بعد میت کے لیے اجتماعی دعا کا اہتمام ان دونوں میں اصولی طور پر کوئی فرق نہیں ہے، یہ سب حیلے بہانے مروجہ بدعات و رسوم کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں، ایک باغیرت مسلمان اور خوددار اہل حدیث کو تمام باتوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ تعزیت سے مراد اہل میت کو صبر کی تلقین اور ان کے لیے دعاء استقامت پھر میت کے لیے دعائے مغفرت کرنا ہے، اس کے لیے کسی دن جگہ یا خاص شکل و صورت کا اہتمام قطعاً درست نہیں ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## فتاوی اصحاب الحدیث

**جلد:1 صفحہ:170**